رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۳۵ ۱

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے ساٹھ روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

جلد ۵ | ۴۔ جون ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | مطابق ۲۴ شعبان ۱۳۳۶ھ | نمبر ۹۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت مرزا شریف احمد صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے پاس بمبئی تشریف لے گئے ہیں۔

گذشتہ سالانہ جلسہ پر میاں نبی بخش صاحب سوداگر پشمینہ امرتسر کے لڑکے عبدالواحد کا نکاح مستری عبدالرحمٰن صاحب لائل پوری کی لڑکی برکت بیگم سے دو ہزار مہر پر ہوا تھا۔ ۳۰ مئی ۱۹۱۸ء کو بارات آئی۔ یکم جون کو میاں نبی بخش صاحب نے یہاں کے بعض دوستوں کو بارات میں شامل ہونے کی درخواست کی جن میں سے اکثر شامل ہوئے اور انھوں نے سوائے میر ناصر نواب صاحب قبلہ کے مستری صاحب کے مکان پر کھانا کھایا میر صاحب کا اجتہاد تھا۔ المجتہد قد یخطی و یصیب ۲۔ جون کو لڑکی کا رخصتانہ ہو اخدا کرے

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کے متعلق اطلاعیں

بمبئی کا تار آج ۲۔ جون شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی بمبئی سے بذریعہ تار یہ خوشخبری پہنچاتے ہیں کہ "۳۱۔ مئی کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے خطبہ جمعہ خود پڑھا" الحمد للہ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ ہم دست بدعا ہیں کہ خدا تعالیٰ حضور کو جلد کامل صحت عطا فرمائے۔ اور ہمیں آپ کے ارشادات سے مستفیض ہونے کا موقع دے۔

۲۸۔ مئی حضرت ام المومنین کی تکلیف بدستور رہی کل کا دن نئے مکان تازہ ہوا کی وجہ سے اطمینان سے گذرا تھا گو پھوڑے کی درد وغیرہ رہی تھی۔

اتوار کو مولوی فاضل شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کا لیکچر ختم نبوت پر نہایت خوبی کے ساتھ ہوا۔ اس لیکچر کے اعلان کا بورڈ اتوار کے دن بمبئی کے بازاروں میں ایک دوست پھرا رہے تھے کہ بعض شریروں نے انھیں بہت تنگ کیا اور ایک شخص بورڈ چھین کر لے گیا۔ دوسرے دن وہی شخص کسی اور وجہ سے پولیس کے ہاتھ میں گرفتار دیکھا گیا۔ شرارت کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں ہوتا

۲۹۔ مئی اللہ کے محض فضل اور اس کی رحمت سے حضرت کی طبیعت ۲۸ کو دن بھر اور ۲۹ کو اس وقت تک کہ میں خط لکھ رہا ہوں نہایت اچھی ہے کوئی تکلیف بظاہر نہیں معلوم ہوتی۔

باوجود اسکے بمبئی آنے پر کسی قدر قبض کی شکایت معلوم ہوتی ہے۔ جو یہاں کے پانی میں خصوصیت ہے باوجود اسکے

پانی میں یہ شکایت بالکل نہ تھی۔ بلکہ کسی قدر ضرورت سے بھی زیادہ نمکین کا مادہ اس میں پایا جاتا ہے۔ باندرا میں حضرت نے بارہا ذکر فرمایا کہ یہاں بھوک بھی خوب لگتی ہے۔

دوسرا نقص جو بمبئی کے موجودہ مکان میں پایا گیا جس کی وجہ سے واپسی باندرا کا ارادہ ہے وہ یہ ہے کہ سمندر بالکل قریب ہونے کی وجہ سے اور ہوا کا رخ بالکل سیدھا مکان کی طرف ہونے کے باعث سمندر کے مدوجزر کے اوقات میں تموج کا شور ناقابل برداشت ہے۔ جو خصوصیت سے حضرت ام المومنین کی طبیعت کے مناسب نہیں۔

اور ہوا کی تیزی حضرت کی طبیعت کے لئے بھی موزوں نہیں۔ کیونکہ حضور کو تیز ہوا کے جھونکوں سے نزلہ کی شکایت ہوجایا کرتی ہے۔

لہذا آج واپسی باندرا کا فیصلہ ہوگیا ہے۔ اور انشاء اللہ ۶ بجے شام کو واپس باندرا تشریف لے جائینگے۔ اور کم از کم ۹ مئی تک وہیں مقام فرمائینگے۔

نہایت ہی مسرت اور خوشی کی بات یہ ہے کہ آج کئی روز کی متواتر تکلیف کے بعد حضرت ام المومنین کو بھی کسی قدر افاقہ ہے۔

پچھلے خط میں یہ لکھنا رہ گیا تھا کہ ۲ مئی کو سید سراج الدین صاحب اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر افریقہ جو افریقہ سے ۹ ماہ کی رخصت بیماری پر آئے ہوئے ہیں حضرت کے حضور ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔

حضرت نے کل کی ڈاک میں کانپور کے مباحثہ کے واسطے تاریخ مقرر کر دینے کی اجازت جناب خانبہادر مولانا مولوی شیخ محمد حسین صاحب سیفر سب جج صاحب کو دے دی ہے

تمام خاندان نبوت اور خدام ہمرکاب اللہ کے فضل سے اچھے ہیں۔ اور احباب کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ جن احباب نے حضرت ام المومنین کی بیمار پرسی بذریعہ خطوط کی ہے۔ حضرت ام المومنین ان کو جزاک اللہ کہتی ہیں اور دعا کرتی ہیں

اخبار احمدیہ

خوشخبری اور درخواست دعا

بخدمت ایڈیٹر صاحب الفضل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج آپ کی خدمت میں عجیب متضاد حال لیکر آیا ہوں۔ اور امیدوار ہوں کہ اس اپنی حالت کو احمدی پبلک کے سامنے پیش کروں۔ میرا دل اور تمام جماعت کے احباب کے دل اس خبر سے خوش ہونگے۔ کہ سلسلہ عالیہ میں مولوی آصف زماں صاحب ڈپٹی کلکٹر سہارنپور کا اضافہ ہوا۔ موصوف نہایت پاک فطرت انسان ہیں۔ ہمارے برادر معظم سید حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ اور علیگڈھ کے گریجوایٹ نوجوان ہیں۔

الفضل میں جو خط حضرت خلیفۃ المسیح کا شائع ہوا ہے وہ غالباً آپ ہی کے بیعت نامہ کا جواب ہے۔ آپ کے والد بزرگوار بھی سلسلہ کے حالات سے کما حقہ واقف ہیں۔ اور جہاں میاں مختار پہنچے ہوں۔ وہاں بےخبری کا کیا ذکر۔ الحمد للہ کہ ایک گوہر سعادت اس تلاطم و تموج سے نکل آیا۔ احباب دعا فرمائیں کہ آپ کے والد ماجد بھی اس شرف سعادت کے دائرہ سے باہر نہ رہیں۔ یہ ایک خوشی کی جھلک ہے۔ جو میں دکھلانا چاہتا ہوں۔ دوسرا رخ یہ ہے کہ احمدی سلسلہ کے مکرم احباب کو میں نے اپنے مصائب میں شریک کر کے بارہا تکلیف دی ہے اور اب پھر تکلیف دہی کے لئے کھڑا ہوں۔ میری اہلیہ والدہ اسحق طال عمرہ ۲۸ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء ولادت دختر کے بعد جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح علیہما السلام نے صادقہ رکھا ہے سخت علیل ہوگئی ہے اور ٹائیفائڈ مع تپ لرزہ کے ہے۔ ضعف و نقاہت بہت ہے۔ اور میں تیمارداری سے بوجہ ملازمت کے محروم ہوں۔ وہ معصوم مہمان جو نووارد ہے دودھ نہ ملنے سے ماہی بے آب ہے۔ اس کلفت سے بہت حزن و غم ہے۔ اپنی سیہ کاری سے تسلی سے دور ہوں۔ مجرم جب پکڑا جاتا ہے۔ تو وہ صبر کہاں سے لائے۔ پھر ساتھ ہی اس کے میری ہمشیرہ اہلیہ حامد حسین خانصاحب پیشکار میرٹھ بھی نہایت درجہ بیمار وضعیف ہے۔ لہذا احباب ان دونوں کے بہت سے چھوٹے چھوٹے بچوں کی تصویریں پیش نظر رکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ عمرہ و مجدہ کے لئے جب دعا فرمایا کریں ان دو بیکس بہنوں کو نہ بھولا کریں۔ الحمد للہ کہ وہ دونوں سلسلہ عالیہ میں شامل ہیں اور پرجوش ہیں۔ یہ خبر غم اور وہ مژدہ جاں پرور لیکر آپکے سامنے آتا ہوں تاکہ اپنے بھائیوں سے مشرق و مغرب شمال و جنوب سے دعاؤں کا عکس وصول کر[illegible] اللہ تعالیٰ اس پاک سلسلہ اور اس کے امام کو روز افزوں ترقی دارین عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔ [illegible]

حضرت خلیفۃ المسیح اور حضرت ام المومنین کی صحت کے لئے دعا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے علیل ہونے کی وجہ سے چونکہ ہم حضور کے روحانی فیوض اور ایمان پرور ارشادات سے محروم ہو رہے ہیں۔ اس لئے احباب کو چاہئیے کہ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ حضور کی کامل صحت تندرستی کے لئے خاص طور پر دعاؤں میں مشغول رہیں۔ نیز حضرت ام المومنین کی صحت اور شفا کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کی جائیں اس موقع پر میں احباب کو قبولیت دعا کے ان طریقوں کے مطابق دعا کرنیکا مشورہ دیتا ہوں جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے فرمودہ ایک رسالہ کی صورت میں چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔ اگر کسی غیر مستطیع بھائی کے پاس یہ رسالہ نہ ہو تو وہ صرف محصولڈاک بھیجکر مجھ سے منگوالیں۔ ایسے احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح اور حضرت ام المومنین کی صحت کے لئے دعا کرنے کی خاطر یہ رسالہ مفت بھیجا جائیگا۔

خاکسار ایڈیٹر الفضل

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۴ جون ۱۹۱۸ء

ماہِ صیام

رمضان کا وہ مبارک اور محترم مہینہ آ گیا جس کے متعلق خود اللہ تبارک وتعالےٰ جل جلالہٗ وعم نوالہ اپنی پاک کتاب قرآن مجید وفرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدی للناس و بینٰت من الھدیٰ والفرقان۔ یعنی رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن شریف نازل (ہونا شروع) ہوا۔ یا جس کے بارے میں قرآن شریف میں ذکر آیا۔ اور قرآن لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت ہے۔ اور اس میں ہدایت اور حق و باطل میں تمیز کرنے کے کھلے کھلے دلائل ہیں۔ پس اس ارشاد باری عز اسمہ سے ظاہر و باہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کس قدر بزرگی اور مجد ماہ مبارک رمضان کو دیا ہے۔

پس یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومنین کو عملی طور پر رضا وتسلیم اطاعت و وفا کا درس دیا جاتا ہے۔ اگر انسان اس پر غور کرے اور سمجھے تو کوئی شک نہیں کہ خدا کا نہایت ہی مخلص بندہ اور اطاعت شعار عبد ہو جائے۔ کیونکہ اس مہینہ میں انسان کی تمام بہیمی اور سفلی خواہشات پر ایک وقت خاص میں موت وارد کی جاتی ہے۔ اور جو شخص اس موت کو قبول کرے۔ اور اپنے پر اور اپنی خواہشات پر اس موت کو وارد کرلے وہ درحقیقت زندہ ہو جاتا ہے اور رضائے الٰہی کے ماتحت ایک نئی زندگی اور نیا جسم اور نئی روح پاتا ہے۔ جس سے سفلی خواہشات۔ اور بہیمی جذبات کے بندے اور مطیع ہمیشہ محروم رہتے ہیں +

رمضان ہم کو یہ سبق دیتا ہے کہ تمہارا خالق خدا۔ جو تمہارا واحد رازق ہے۔ تمہیں حکم دیتا ہے۔ کہ دن بھر محنت تو کرو۔ مگر وہ روزی جو اپنے ماتھے کے پسینے اور اپنے ناخنوں کی ریاضت سے پیدا کرتے ہو مت کھاؤ گرمی زوروں پر ہے۔ لوکے جھونکے تن بدن میں آگ لگا دیتے ہیں۔ آفتاب اپنی پوری تمازت دکھلا رہا ہے۔ ہونٹ خشک اور زبانیں سوکھ کر شل کانٹے کے باہر دہن ہو گئی ہیں مگر الٰہی ارشاد ہے کہ ایک قطرہ بھی حلقوم سے نیچے اترنے نہ پائے۔

ماہ صیام جس طرح خدا کے جلال وسطوت و جبروت کا اظہار کرتا ہے۔ وہ ہر مومن مسلمان عاقل بالغ تندرست وتوانا مقیم کی حالت سے ظاہر ہے اسی طرح یہ زمانہ جس میں یہ رمضان شریف آیا ہے وہ ہے جس میں خدا مالک یوم الدین کا جلال اپنے پورے کمال کے ساتھ عہد حاضرہ کے عظیم الشان نبی جری اللہ فی حلل الانبیاء پر نازل شدہ وحی انی افطر و اصوم کے حسب منطوق ظاہر ہو رہا ہے۔ اور جن لوگوں نے آخرت کے مقابلہ میں ورلی زندگی کو ہی مقصد حیات ٹھہرایا اور آخرت سے بالکل غافل ہو کر رب الافواج کو بھلا دیا۔ اور نفسانی جذبات کی عبادت کرنے میں مشغول ہو گئے۔ غیور خدا نے چاہا کہ ان کو اسی دنیا میں نار جحیم کا مزہ چکھلائے

ہم کسی گذشتہ مضمون میں بھی بتا چکے ہیں کہ اسلام نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا جو مشروط بہ شرائط نہ ہو یعنی جس میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہو کہ ہر طبقہ اور ہر حالت کے لوگ یکساں طور پر اس حکم کو کسی نہ کسی طرح بجا لا سکیں۔ ہم اوپر بتا آئے ہیں کہ اسلام نے مسلمانوں کے لئے روزہ رکھنا فرض قرار دیا ہے لیکن جس طرح اسلام کے دیگر احکامات میں انسانی کمزوریوں اور مجبوریوں کو مدنظر رکھ کر آسانیاں اور سہولتیں رکھی گئی ہیں۔ اسی طرح اس کے متعلق ہیں۔ جن کی مختصر طور پر ذیل میں تشریح کی جاتی ہے۔

اسلام نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ جو بیمار یا سفر پر ہوں۔ یا نہایت ضعیف ہوں ان پر اس حالت میں روزہ فرض نہیں۔ اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سفر کی حالت میں روزہ رکھنا بجائے کار ثواب کے موجب گناہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہاں جب بیمار تندرست ہو جائے اور مسافر سفر سے واپس آ جائے تو وہ ان روزوں کو سال کے جس حصہ میں چاہے پورا کرے۔ لیکن جو شخص بہت ضعیف ہے۔ کہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتا اس پر روزہ نہ رکھنے کی صورت میں کچھ بھی گناہ نہیں۔ مگر اس کو چاہئے کہ وہ ایک غریب مسکین کو پیٹ بھر کے کھانا کھلا دے۔ عورتوں کے متعلق علاوہ حالت سفر یا مرض یا بوجہ ضعف کے یہ بھی شریعت بیضاء نے اجازت دی ہے کہ وہ ایام ماہواری یا حالت حمل میں ہوں یا بچوں کو دودھ پلاتی ہوں اور اندیشہ ہو کہ روزہ سے شیر خوار بچہ کی صحت خطرہ میں پڑ جائیگی تو وہ روزہ نہ رکھیں جب وہ ان حالتوں سے گذر جائیں تو پھر اپنے روزے پورے کریں۔

جس شخص کو روزہ رکھنا ہو وہ صبح صادق سے سورج کے ڈوبنے تک نہ کھائے نہ پئے نہ مباشرت کرے۔ اگر کوئی شخص یہ جانتا ہوا کہ مجھکو روزہ ہے مباشرت کرے تو اسکو بطور کفارہ ایک غلام آزاد کرنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا پے در پے بلا ناغہ دو مہینے کے روزے رکھنا پڑیں گے۔ یا جو شخص عمداً روزے کی حالت میں کھا لے تو اس کے لئے بھی شریعت میں یہی کفارہ مقرر ہے۔ ہاں روزے میں سرمہ لگانا سر میں تیل ڈالنا اور خوشبو [illegible]

جس دن رمضان کا چاند نظر آ جائے۔ اس سے اگلے دن سے روزے شروع ہو جاتے ہیں۔ ورنہ شعبان کے ۳۰ دن گذرنے کے بعد۔ اسی طرح رمضان کے روزے چاند دیکھ کر۔ یا اگر دوسری جگہ سے رویت ہلال کی معتبر شہادت پہنچے۔ تب ختم

کرنے چاہئیں۔ ورنہ تیس دن پورے کرنے چاہئیں

سحری کھانا سنت ہے۔ آنحضرت نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔ آخری وقت میں آنحضرت نے سحری کھانا پسند فرمایا ہے۔ یعنی آدھی رات کو اٹھ کر سحری کھا لینا درست نہیں۔ جب آفتاب غروب ہو جائے۔ تو فوراً روزہ کھول دینا چاہئیے۔ اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ روزے کے وقت پر کھولنے میں جلدی کرنے والے کو محبت کرتا ہے۔ روزہ افطار کرتے وقت پڑھنے کے لئے اور بھی دعائیں ہیں مگر آسان مسنون دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ یعنی اے اللہ میں نے تیری رضا کے حاصل کرنے کے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیئے ہوئے رزق سے افطار کیا

قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مہینہ کو دعاؤں سے خاص تعلق ہے۔ اس لئے روزے دار کو خدا سے خوب خوب دعائیں کرنا چاہئیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے۔ کہ روزہ صرف کھانے اور پینے سے باز رہنے کا نام نہیں۔ بلکہ زبان کی تمام قسم کی شوخیوں۔ غیبت۔ غپ شپ۔ سختی و درشتی نمل۔ ہنسی ٹھٹھا۔ کانوں۔ اور آنکھوں کی بے اعتدالیاں غرض ہر ایک عضو کی ناجائز حرکات سے رکنا ضروری ہے۔

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ اور مساجد کی نسبت جامع مسجد اعتکاف کے لئے زیادہ موزون اور مناسب ہے۔ معتکف کو سوائے قضاء حاجت وغیرہ کے مسجد سے باہر نکلنا درست نہیں اور نہ مسجد سے باہر گفتگو جائز ہے۔ ہاں اگر رستہ میں بیمار ملے تو اس کو پوچھ لینا جائز ہے۔

اگر اعتکاف توڑ دے تو اس کی قضاء ادا کرنا لازم ہے۔ حالت اعتکاف میں قرآن مجید کی تلاوت احادیث اور دینی کتب کا مطالعہ اور دینی امور کے مشغلہ چاہئیں۔ یوں دنیاوی باتیں کرنا منع نہیں۔ یہ فراموش نہیں کرنا چاہئیے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص بلا وجہ اور بلا عذر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑتا ہے وہ اگر برسوں روزے رکھتا ہے تو بھی اس ایک روزے کے ثواب کو نہیں پہنچیگا۔ اس لئے روزے کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئیے۔ اور کسی لیسے عذر پر اس نعمت سے نہ محروم رہنا چاہئیے

اخیر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس رمضان کو ہمارے لئے برکات کا موجب بنائے۔ اور توفیق دے کہ اس فریضہ کو پورے طور پر ادا کر سکیں۔

یسوع مسیح کی کامیابی

جناب مسیح ناصری جن کو مسیحی حضرات ابن اللہ کہتے ہیں۔ حسب روایت انجیل کم و بیش ۳۳ برس بقید حیات رہے۔ جن میں سے صرف تین برس انھوں نے بحیثیت ابن اللہ ہونے کے دنیا پر اپنے باپ خدا کے کام کو کیا۔ اور نام کو چمکایا۔ جناب مسیح کی کارگذاری کے متعلق لدھیانہ کا مسیحی اخبار نورافشاں اپنی اشاعت ۷ مئی ۱۹۱۸ء میں یوں رقمطراز ہے

”کہ وہ (مسیح) سارا دن کام میں گذارا کرتا تھا مسیح کی سوانحعمری کی نہایت ہی مختصر تاریخ ان الفاظ میں لکھی ہوئی ہے۔ کہ وہ بھلائی کرتا اور ان سب کو جو ابلیس کے ہاتھ سے ظلم اٹھاتے تھے شفا دیتا پھرا“

نورافشاں کے اس بیان کی اہمیت اس وقت بہت بڑھ جاتی ہے۔ جبکہ حضرت مسیح کی اس حیثیت پر غور کیا جاتا ہے۔ جو عیسائی صاحبان قرار دیتے ہیں۔ یعنی ابن اللہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں ماننا پڑتا ہے۔ کہ جیسا کہ خداوند باپ کی طاقتیں لامحدود ہیں اسی طرح اس کے فرزند اور اکلوتے فرزند حضرت مسیح کی طاقتیں بھی لامحدود ہونگی۔ اس صورت میں جس کام کو اس نے اپنے ہاتھ میں لیا ہوگا۔ وہ برسوں کا دنوں اور دنوں کا لمحوں میں ہو گیا ہوگا۔ لیکن ہماری حیرانی کی اس وقت کوئی حد نہیں رہتی۔ جب ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسیح ابن اللہ کے ہاتھ پر شفا پانے والوں کی تعداد ایک درجن سے زیادہ نہیں ہے۔ اور ان کی شفایابی بھی کچھ ہے۔ اس کا پتہ انجیل سے خوب ملتا ہے پس جناب مسیح کا ابن اللہ ہونا تو اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ جس مقصد کو لیکر کھڑے ہوئے تھے۔ اس میں بے نظیر طور پر کامیاب ہوتے اور ساری دنیا ان کی زندگی کے چند دنوں میں ہی شیطان کے ہاتھ سے چھوٹ کر خدا کے حضور آجاتی۔ اور خاصکر اس صورت میں جبکہ خدا کا اکلوتا بیٹا مسیح سارا دن کام میں گذارتا تھا لیکن اس تمام تگ و دو کا نتیجہ صرف بارہ نفوس پیش کئے جاتے ہیں۔ جن کی بیع پر جاں نثاریوں کی طرف ہم نے اوپر اشارہ کر دیا ہے۔

کیا یہ حیرت انگیز امر نہیں کہ ابن اللہ کے سارا دن کام میں مشغول رہنے کے اس قدر قلیل نتائج نکلیں ہمارے خیال میں اگر دیگر دلائل تردید الوہیت مسیح کے نہ بھی پیش کئے جائیں بلکہ بروئے انجیل صرف ان کی اپنے مقصد میں کامیابی پر ہی نظر کی جائے تو نہایت صفائی کے ساتھ ان کے ابن اللہ ہونے کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ کیا ہمیں ایڈیٹر صاحب نورافشاں حضرت مسیح کے سارا دن کام کرنے کے کوئی ایسے نتائج بتائیں گے۔ جو اپنی نظیر نہ رکھتے ہوں۔ تاکہ ہم ان کے ابن اللہ ہونے کے متعلق غور کر سکیں۔

اس کے علاوہ انھوں نے حضرت مسیح کی نہایت ہی مختصر تاریخ جو ان الفاظ میں پیش کی ہے۔ کہ وہ ان سب کو جو ابلیس کے ہاتھ سے ظلم اٹھاتے تھے شفا دیتا پھرا اس کے متعلق یہ بات قابل دریافت ہے کہ کیا حضرت مسیح کے زمانہ میں صرف بنی اسرائیل ہی ایسے تھے جو ابلیس کے ہاتھ کا ظلم اٹھاتے تھے۔ یا اور لوگ بھی۔ اگر اور لوگ بھی اٹھاتے تھے تو حضرت یسوع نے اس کنعانی عورت کو جس کی لڑکی کو بدروح بری طرح ستاتی تھی اور اس نے اس کے شفا پانے کی درخواست کی تھی یہ جواب کیوں دیا کہ ”میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ کیا یہ الفاظ اس بات کے صریح طور پر خلاف نہیں ہیں کہ یسوع مسیح ان سب کو جو ابلیس کے

[illegible] شفا دیتا پھرا [illegible] ایڈیٹر صاحب نورافشاں اس [illegible]

اولو الباب وہ ہیں جو ذکر الٰہی میں لگے رہیں

از مولٰنا سید محمد سرور شاہ صاحب
مورخہ ۲۴ - مئی ۱۹۱۸ء

سورہ آل عمران کے بیسویں رکوع کی ابتدائی چار آیات تلاوت کرنے کے بعد فرمایا :-

دنیا میں لوگ ایک دوسرے کو عقلمند کہتے ہیں بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ بعض باتوں میں انسان دوسرے کو اپنی نسبت عقلمند سمجھتے ہیں - اور بعض میں اپنے تئیں غیروں سے زیادہ عقلمند جانتے ہیں - یہی طریق ہے کل حزب بما لدیھم فرحون دوسروں کو بیوقوف اور اپنے کو دانا خیال کیا جاتا ہے - مثلاً جو لوگ دنیا کے پیچھے لگے ہوئے ہیں - وہ دین دار لوگوں کو بیوقوف اور دانشوری کے دائرے سے خارج خیال کرتے ہیں - غرض دنیا میں یہی دستور ہے کہ ایک شخص کسی وجہ سے اپنے آپ کو عقلمند خیال کرتا ہے - اور دوسرا اپنے تئیں دوسروں سے دانشمند جانتا ہے -

اللہ تعالےٰ کے نزدیک اولی الباب اور مغز رکھنے والے کون ہیں ؟ ان کے متعلق فرماتا ہے کہ الذین یذکرون اللّٰہ قیاماً وقعوداً الآیہ کہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں - تین ہی حالتیں ہیں کھڑے ہونا - بیٹھنا - اور لیٹنا - ان تینوں حالتوں کے متعلق فرماتا ہے کہ وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں -

دوسری بات اولی الالباب کے متعلق یہ فرمائی ویتفکرون فی خلق السمٰوات والارض وہ زمین و آسمان کی پیدائش میں غور و تدبر کرتے ہیں - وہ کیا غور کرتے ہیں ؟ اس کے متعلق فرمایا ربنا ما خلقت ھذا باطلا وہ زمین و آسمان کی پیدائش پر غور کر کے اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں - کہ اے ہمارے رب تو نے اس کارخانہ کو عبث اور باطل پیدا نہیں کیا - بلکہ زمین و آسمان کا رب ہمارا بھی رب ہے - اس نے ہماری ہی ربوبیت کے لئے اس زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے - اس زمین میں ہزاروں ہی تاثیرات رکھی ہیں - جن کے نتائج ہمارے لئے نیک ظاہر ہو رہے ہیں - انسان پیدا بھی نہیں ہوا تھا کہ زمین پیدا کر کے اس میں اس کے نفع کی تمام چیزیں پہلے سے رکھدیں - جن سے یہ متمتع ہوتا ہے - یہ اللہ تعالیٰ کا رحم ہے - اس عنایت کو دیکھ کر عقلمند انسان دو نتیجوں پر پہنچتا ہے -

(۱) سبحٰنک اللہ تو سب نقصوں سے پاک ہے - اگر تجھ میں کوئی نقص ہوتا تو تیرے کارخانہ میں بھی ہوتا - مگر چونکہ تجھ میں کوئی نقص نہیں ہے اس لئے تیرے قائم کئے ہوئے کارخانہ میں بھی کوئی نقص نہیں

(۲) یہ کہ تو ہر حال میں ہماری دستگیری فرماتا ہے - اپنے فضلوں سے ہمیں نوازتا ہے - اور ہر چیز کی تربیت فرماتا ہے - اس سے پتہ لگتا ہے - کہ اس کا ہمارے ساتھ کس قدر تعلق ہے - لیکن افسوس کہ ہمارا اس پاک ذات کے ساتھ جس قدر تعلق ہونا چاہیئے تھا اس قدر نہیں ہے -

اس لئے اے خدا ہم دعا کرتے ہیں - کہ تو ہماری غلطیاں معاف فرما کر عذاب نار سے بچا -

اب ہم غور کرتے ہیں - کہ ہم کیسے ہیں جن میں یہ صفت پائی جاتی ہے - جس کی وجہ سے خداوند تعالیٰ کسی کو عقلمند فرماتا ہے - اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ صرف تھوڑے عرصہ کے لئے ہی ذکر نہیں کرتے - بلکہ ان کو ہمیشہ یہی طریق رہتا ہے - پس ساری عمر تو لگ رہی ہمیں دیکھنا ہے کہ کتنا وقت صرف کرتے ہیں -

اب سوال ہوتا ہے کہ خدا کو کس طرح یاد کرتے ہیں - اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے - کہ خدا کا ذکر تین طرح کا ہوتا ہے - اور وہ تینوں ایسے ذکر ہیں کہ جن کو ہر حالت میں انسان جاری رکھ سکتا ہے -

پس وہ تین طریق یہ ہیں - (۱) ذکر الٰہی اس طریقہ پر ہے - جس طریقہ پر حضرت نبی کریم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے عملی رنگ میں کر کے دکھایا - مثلاً حدیث میں آیا ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کو سو کر اٹھتے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر اس طرح کرتے کہ تعریف ہے اس خدا کی جس نے ہمیں ہمارے مرنے کے بعد زندہ کیا - جب اس کے بعد تہجد کی نماز پڑھتے اور پھر باہر جاتے - جب مکان سے نکل کر میدان میں آتے تو مندرجہ بالا آیت پڑھتے پیخانہ میں جاتے تو دعا کرتے خدایا کیڑے مکوڑے و مضرت رساں حشرات الارض اور ناپاکیوں - اور ناپاک روحوں مثلاً طاعون کے کیڑے وغیرہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں - یا مثلاً بلندی پر چڑھتے تو فرماتے - اللہ اکبر - میرا اللہ سب سے بلند ہے - اور بلندی سے پستی کی طرف آتے تو فرماتے سبحانک اللھم اے اللہ تو پاک ہے -

غرض رات اور دن میں جس قدر حالتیں انسان پر آتی ہیں - بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جو حالتیں انسان کے قیاس میں آسکتی ہیں - ان سب کے متعلق نبی کریم کی دعائیں موجود ہیں - اگر کسی کو ان دعاؤں کے دیکھنے کی ضرورت ہو تو وہ الحزب المقبول کو مطالعہ کرے - جس میں یہ سب دعائیں جمع کر دی گئی ہیں - اور اس سے بہتر مجموعہ کوئی مسنون دعاؤں کا نہیں ہے -

(۲) دوسرا طریق ذکر الٰہی کا یہ ہے کہ انسان پر کوئی ایسا وقت نہیں آتا جس میں کوئی نہ کوئی شغل نہ رکھتا ہو - کسی نہ کسی کام میں مشغول ہوتا ہے - پس ہر ایک عاقل بالغ انسان کو اس کام کرنے سے پہلے سوچنا چاہیئے - کہ میں جو اس کام کو کرنے لگا ہوں اس کے متعلق خدا تعالیٰ کی اجازت بھی ہے یا نہیں اگر اس کام کے متعلق اللہ تعالیٰ کی اجازت ہے تو اسے کرے

ور اگر نہیں تو مت کرے۔ یہ بھی ذکر الٰہی ہے۔

(۳) اللہ تعالےٰ نے فرمایا لا تبطلوا اعمالکم اپنے اعمال کو باطل مت کرو۔ اس کے معنی بعض نے یہ کئے ہیں۔ کہ مثلاً کوئی نماز پڑھنے لگے۔ اور ایک رکعت پڑھ کر چھوڑ دے تو اس کا کوئی ثواب واجر نہیں۔ یہ اعمال کا باطل کرنا ہے۔ مگر میرے خیال میں اس کو مقید کرنا درست نہیں۔ بلکہ ہر دینی و دنیوی معاملہ کے متعلق ہے۔ اگر انسان کسی کام کے کرتے وقت نیت حصول رضاء الٰہی کرے تو اس کے لئے وہ کام دینی اور بابرکت ہوگا۔ مثلاً بیوی کا نان و نفقہ وغیرہ ہے۔ یہ انسان پر فرض ہے اور لوگ دیتے ہیں۔ لیکن اگر یہ نیت ہو کہ خدا کا حکم ہے۔ اور میں اس کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے بیوی کو کچھ دیتا ہوں۔ تو یہی کام اس کے لئے ذکر الٰہی میں داخل ہو جائیگا۔

تو کسی بھی چھوٹے سے چھوٹے کام کو کرتے وقت بھی اگر ہم اس امر کو مدنظر رکھیں کہ خدا کی خوشنودی اور خدا کا منشاء پورا ہو تو وہ ذکر الٰہی ہی ہے

پس میرے نزدیک یہ تین طریق ذکر الٰہی کے ہیں۔ اور ہمیں کوشش کرنا چاہئے۔ کہ ہم میں اگر یہ باتیں نہیں تو پیدا ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے آمین

رپورٹ مباحثہ کرتارپور

دوسرا دن

چونکہ پہلے دن کے مباحثہ میں ہمارے پاس حضرت مسیح موعود کی کتابوں کے نہ ہونے کی وجہ سے مولوی ثناء اللہ نے فائدہ اٹھایا کہ ایک غلط عقیدہ مسیح موعود کی طرف منسوب کرکے یہ ظاہر کیا۔ کہ گویا وہ مسیح موعود ہی کا عقیدہ ہے اور ہمیں بھی کتابوں کے نہ ہونے کی وجہ سے افسوس تھا۔ اس لئے آج ہم نے مسیح موعود کی اکثر کتابیں اور اخباروں کے فائل کپور تھلہ سے جو کرتارپور سے ۶۔۷ میل کے فاصلہ پر ہے منگا لئے تھے۔ اور درحقیقت یہ جماعت کپورتھلہ کی بڑی ہمت اور مستعدی کا نتیجہ تھی۔ کہ انہوں نے اس قدر جلدی کتابیں ہمیں پہنچا دیں۔ لیکن آج مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس مباحثہ کی طرف رخ بھی نہ کیا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ اب تو کتابیں ان کے پاس ہیں۔ اور میرا پردہ فاش ہو جائیگا۔ ورنہ ہم تو گھر سے بہت سے حوالجات نکال کر چلے تھے جن سے مولوی ثناء اللہ صاحب کی ایمانداری ظاہر ہو جاتی تھی۔ اور ہمارا ارادہ تھا کہ ہم اس حقیقت کو کھول کر بیان کریں۔ کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر غلبہ اسلام کے کیا معنی ہیں۔ مگر افسوس آج امرتسری مولوی اس طرف متوجہ نہ ہوا۔

پہلا اجلاس

کارروائی جلسہ ۹ بجے شروع ہوئی۔ اور بجائے مولوی ثناء اللہ کے مولوی نواب الدین صاحب ست کوہی والے مناظر بنے۔ اور ہماری طرف سے حضرت مولانا غلام رسول صاحب مناظر تھے۔ اور یہ پہلا مناظرہ برابر تین گھنٹے تک ہوتا رہا

دلائل احمدیہ

بحیثیت مدعی مولانا غلام رسول صاحب نے تو دلائل قرآنی سے مسیح موعود کے دعوے کی صداقت کو واضح طور پر بیان کیا۔ اور دلیل قرآنی ومن اظلم ممن افترا علی اللہ کذباً او کذب بایاتہ انہ لا یفلح الظالمون کو زیادہ کھول کر بیان کیا۔ اور ساتھ ہی الہامات مسیح موعود کو پیش کرکے بتایا کہ مسیح موعود کامیاب ہو گئے جیسا کہ وعدہ الٰہی تھا

مولوی نواب الدین کا جواب

مولوی صاحب قرآنی دلائل کا جواب تو کیا دے سکتے تھے۔ اٹھ کر مولوی ثناء اللہ کا رسالہ "عقائد مرزا" اور "چیستان مرزا" کو ایک سرے سے شروع کرکے اخیر تک اپنی باری میں سناتے رہے۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ چیستان کا جواب تو مدت ہوئی شائع ہو ہی چکا ہے اور "عقائد مرزا" ایک نیا رسالہ ہے۔ جس میں سوائے دھوکہ دہی۔ اور کچھ نہیں۔ اور مجھے یہاں مفصل طور پر اس جواب کو لکھنے کی ضرورت نہیں بارہا وہ باتیں ناظرین نے سنی ہونگی۔ ہاں بعض چیدہ چیدہ باتیں عرض کر دیتا ہوں۔

اعتراض مولوی صاحب نے جو انہ لا یفلح الظالمون سے استدلال کیا کہ ظالم کامیاب نہیں ہوتا۔ یہ غلط ہے۔ کیونکہ فلاح کے معنی چھٹکارا کے ہیں نہ کہ کامیابی۔

جواب معلوم ہوتا ہے مولوی صاحب کو قرآن کا علم بالکل نہیں۔ جو فلاح کے معنی کامیابی سے انکار کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں تو پہلے پارے میں ہی اولٰئک ھم المفلحون آتا ہے اور تمام تراجم و تفاسیر میں اس کا ترجمہ و تفسیر مراد کو پہنچنے والے بیان کیا گیا ہے۔ بھلا اگر کوئی دوزخ سے رہائی پا جائے۔ مگر جنت اسے نصیب نہ ہو۔ بلکہ اعراف میں پڑا رہے۔ تو مولوی صاحب اسے مفلح خیال کریں گے۔ اگر نہیں تو تسلیم کریں کہ فلاح میں کامیابی لازمی ہے۔

نوٹ۔ اس جواب کے بعد نواب الدین صاحب کو پھر اعتراض مذکورہ بالا کرنے کی جرأت نہیں ہوئی البتہ حضرت مرزا صاحب کی تکذیب کے لئے مندرجہ ذیل گپ ہانک دی ہے میں بزنگ اعتراض نقل کرتا ہوں۔

اعتراض میرے ڈیڑھ لاکھ مرید ہیں ۱۴ سو بی۔ اے۔ اور ۱۵۔۱۶۔ ایم۔ اے۔ میرے خادم ہیں۔ میں خدا کا ولی ہوں۔ اور اگر کوئی میرا جوتیاں جھاڑنے والا کھڑا ہو جاوے۔ تو کسی احمدی کی طاقت نہیں۔ کہ اس کا مقابلہ کر سکے

جواب احمدی۔ مولوی غلام رسول صاحب نے فرمایا کہ مولوی نواب الدین صاحب اس طرح پر گپ مار دینے سے کوئی سچا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ سچے ہیں تو اپنے ایک سو بی۔ اے مرید کا ہی نام و نشان بتا سکیں۔ تو ہم آپ کو جھوٹا ہی تصور کریں گے۔ رہا آپ کا یہ فرمانا کہ آپ کی جوتیاں جھاڑنے والوں کا بھی احمدی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ سو یہاں تو ا

دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے مقابل پر ہی کے پیر نہیں جمتے تو وہ آپ کے جوتے جھاڑنے والے کیا کریں گے

نوٹ اس جواب پر مولوی صاحب کو اپنی ولایت وغیرہ سب بھول گئی۔ اور مریدوں کا نام و نشان بھی یاد نہ رہا۔ اور آپ ایسی خاموشی سے گذر گئے کہ گویا کبھی اس بات کا تذکرہ ہی نہ ہوا تھا۔

اعتراض مرزا صاحب پہلے تو کہتے ہیں۔ کہ میری بعثت ۱۳سو ہجری کے ختم ہونے پر ہوئی۔ اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ۱۲۹۰ میں ہوئی۔ دس سال کا فرق ہے پھر کہتے ہیں کہ ۱۲۷۵ میں مجھے شرف مکالمہ مخاطبہ حاصل ہوا۔ اس لحاظ سے ۲۵ برس کا فرق ہوا۔ اور یہ پہیلی ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔

جواب احمدی مولوی صاحب دس سال کے فرق کی تو آپ نے خوب ہی کہی مگر کیا اتنے فرق کے لئے آپ قرآن کا بھی انکار کردیں گے سُنیئے ایک جگہ تو خدا فرماتا ہے وعدنا موسیٰ اربعین لیلۃ دوسری جگہ فرماتا ہے وواعدنا موسیٰ ثلاثین لیلۃ اب یہ دس رات کا فرق ۳۰ رات کے اندر موجود ہے۔ کیا آپ قرآن کو بھی چھوڑ دیں گے۔ اور ۲۵ سال کا فرق در اصل فرق ہی نہیں۔ کیونکہ ایک جگہ تو بعثت کا ذکر ہے۔ دوسری جگہ شرف مکالمہ مخاطبہ کا ذکر ہے۔ بعثت کا وقت ۱۳۰۰ برس ہجری ہے۔ اور سلسلہ الہامات اس سے ۲۵ برس پہلے سے ہے۔ پس کوئی تناقض نہیں ہے۔

نوٹ - اس جواب پر بھی مولوی صاحب نہیں بولے اور چپکے سے اور اعتراض کردیا۔ اور ہر دفعہ یہی حال تھا اور غیر احمدی بھی اس حالت کو دیکھ کر جل رہے تھے۔ اور پشیمان تھے کہ کیوں ہم نے اس شیخی باز آدمی کو کھڑا کردیا۔

اعتراض مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے خدا کو دیکھا اور اس نے سیاہی چھڑکی تو سرخی کے قطرے حضرت مرزا صاحب پر گرے۔

جواب خدا کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دیکھا۔ اور جوان آدمی کی شکل میں دیکھا تھا جس کے بال گردن تک تھے۔ بخاری میں یہ واقعہ کو رؤیت باری میں۔ اگر اعتراض ہے تو آپ پہلے نبی اکرم پر اعتراض کریں۔ رہا سیاہی کا گرنا سو یہ ایک امر واقعہ ہے۔ اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اس کا ثبوت ہم سے لو۔

اعتراض مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ خدا کا تمثل ہوا تھا۔ اور کہیں کہتے ہیں کہ کشف میں خدا کو دیکھا

جواب مولوی صاحب کو شاید تمثل اور کشف دو متضاد حالتیں معلوم ہوتی ہیں۔ مولوی صاحب اصل بات یہ ہے۔ کہ کشف میں تمثل واقع ہوتا ہے اور اس بات کو نہ جانکر آپنے اعتراض جڑ دیا۔ ذرا سوچ سمجھ کر تو بات کیا کرو۔

اعتراض صاحبان مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ الارض والسماء معك كما هو معي

اب ادنیٰ طالب علم جانتے ہیں کہ الارض والسماء جو ھو کا مرجع ہیں تثنیہ ہیں۔ اور ھو واحد ہے۔ جو بالکل خلاف قاعدہ ہے۔ اگر یہ الہام خدا کی طرف سے ہوتا تو اس میں یہ غلطی نہ ہوتی۔

جواب مولوی صاحب آپ کی اس بیان کردہ غلطی کو اگر صحیح تسلیم کرلیا جائے تو آپ کو پھر قرآن شریف سے بھی ہاتھ دھونے پڑینگے۔ دیکھو جیسے آپ کے مقرر کردہ قواعد کی رو سے تثنیہ کی جگہ ضمیر واحد نہیں ہوسکتی۔ ایسے ہی تثنیہ کی جگہ جمع کی ضمیر لانا بھی درست نہیں۔ لیکن دیکھو خدا تعالیٰ آپ کے ان قواعد کو کس طرح توڑتا ہے۔ حضرت داؤد اور سلیمان کا ذکر کرکے فرماتا ہے وكنا لحكمهم شاهدين هم کا مرجع داؤد و سلیمان ہیں۔ جو تثنیہ ہیں۔ لیکن هم جمع ہے۔ اب کیا آپ یہی اعتراض قرآن شریف پر بھی کریں گے۔

اعتراض مولوی غلام رسول صاحب نے جو جواب دیا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ میرا مطالبہ یہ ہے کہ تثنیہ کے لئے واحد کی ضمیر جائز نہیں اور میں پھر اپنے اعتراض کو پیش کرتا ہوں۔ یقیناً اس کا مولوی صاحب کوئی جواب نہیں دے سکتے۔

۵۰۰ روپیہ انعام - میں مولوی صاحب کو مبلغ پانچ سو روپیہ انعام دونگا۔ اگر مولوی صاحب یہ دکھادیں کہ تثنیہ کے لئے واحد کی ضمیر بھی آتی ہے۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ ہرگز ایسا نہیں کرسکتے

جواب احمدی مولوی صاحب لائیے پانچ سو روپیہ نکالیے۔ اور میں آپ کا مطالبہ پورا کرتا ہوں۔ اور وہ بھی قرآن سے ہی سُنیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم دیکھئے یہاں ذہب اور فضہ تثنیہ ہے اور ینفقونہا میں ھا ضمیر واحد ہے۔

اور سنیئے واستعينوا بالصبر والصلوة انها لكبيرة الا على الخاشعين دیکھئے یہاں صبر اور صلوۃ تثنیہ ہے اور انہا میں ضمیر ھا واحد ہے لیجئے آپ کا مطالبہ پورا ہوا۔ لائیے ۵۰۰ کی رقم نکالئے۔

نوٹ - اس پر ثناء اللہ صاحب کو تو سب علم بھول گیا اور پھر ادھر متوجہ ہی نہ ہوا۔ اور ۵۰۰ کے انعام کا ذکر تک نہ کیا۔ گویا آپنے کبھی وعدہ کیا ہی نہ تھا۔ اور لوگوں کو ان کی اس ذلت کو دیکھ کر کہدیا کہ خدا دشمن کو بھی یہی ذلت نصیب نہ کرے۔

اب پہلا اجلاس برخاست ہوا اور تمام لوگ مولوی صاحب کی بدحالی اور جہالت کا ذکر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب گھر پہنچے تو مولوی ثواب الدین صاحب کو مخاطب کرکے ان کے صدر جلسہ نے کہا کہ

پریذیڈنٹ کی رائے - آج اگر کوئی مجھ سے پوچھتا کہ کیا نتیجہ ہے۔ تو میں فوراً یہی کہہ دیتا کہ مولوی ثواب الدین صاحب ہار گئے۔

اس پر مولوی ثواب الدین نے کہا کہ اگر آپ کہہ دیتے تو مجھ پر کیا کفر کا فتویٰ لگنا تھا۔

دوسرا اجلاس

حیات و وفات مسیح پر بحث ہوگی ...

کہ بحث شروع ہو۔ بانیان جلسہ کی طرف سے بھرے مجمع میں یہ تقاضا ہوا کہ ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسد عنصری آسمان پہ ثابت ہوں تو ہم تسلیم کریں گے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح موعود سچا نہیں۔ بلکہ وہی مسیح ناصری دوبارہ تشریف لائیں گے۔ لیکن اگر یہ احمدیوں نے ثابت کر دکھایا کہ وہ مسیح ناصری فوت ہو چکے ہیں تو پھر تسلیم کر لیا جائیگا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ سچا ہے۔

مولوی ثناء اللہ کا جواب

مولوی ثناء اللہ نے میاں محمد اسمعیل صاحب احمدی سے کہا کہ اگر وفات مسیح سمجھنی ہے تو چلو میرے ساتھ۔ تنہائی میں بیٹھ کر میں سمجھا دیتا ہوں۔ یہاں اس بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

اس پر ہماری طرف سے کہا گیا کہ مولوی صاحب جو بات اندر جا کر آپ سمجھانا چاہتے ہیں۔ وہ آپ یہیں میدان میں بیان کریں۔ تاکہ سب مستفیض ہوں اور ہم آپ کو وفات کا ثبوت دیں گے تاکہ فیصلہ ہو جاوے۔ اس پر مولوی صاحب نے پبلک میں اس مناظرہ کو حیلے جوئی سے ٹال دیا۔

مسیح کی وفات کا ثبوت

تب حضرت مولانا غلام رسول صاحب نے صداقت مسیح موعود پر لیکچر شروع کیا اور تین زبردست دلائل سے ضمناً وفات مسیح کا ایسا ثبوت دیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو چوں کرنے کی بھی گنجائش نہ تھی۔ اسی لئے مولوی صاحب نے ان زبردست دلائل کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی۔ حالانکہ انھیں غیرت دلائی گئی اور جواب طلب کیا گیا۔ اور بانیان جلسہ کا تقاضہ بھی تھا۔ مگر مولوی صاحب اس طرف نہ آئے۔

ثنائی تقریر

مولوی ثناء اللہ صاحب نے قرآن کو چھوڑ کر محمدی بیگم کے نکاح والی پیشگوئی کو بطور شاہد مفصل بیان کیا۔

نوٹ۔ چونکہ ناظرین کو بخوبی علم ہے۔ کہ اس شیخ چلی پر ثناء اللہ کے اعتراض کس رنگ کے ہوتے ہیں اس لئے تمام اعتراضوں کو نقل کر کے ان کا جواب نقل کرنا موجب طوالت سمجھ کر چھوڑتا ہوں صرف اصولی باتیں یہاں بیان کر دیتا ہوں۔

مولوی غلام رسول صاحب نے قرآن کریم سے اس اصل کو قائم کیا کہ خدا تعالیٰ کو نشانات کے اندر تبدیلی اور تنسیخ کا اختیار ہے۔ جیسے کہ فرمایا واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ اور ما ننسخ من آیۃ اور [illegible] کہ ثبات کسی امر کا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جیسے کہ فرمایا یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت۔ پس کسی پیشگوئی میں اگر منسخ یا تبدیلی واقع ہو تو ملہم کے صدق پر اس سے کوئی اعتراض واقع نہیں ہوگا۔ خصوصاً جب کوئی وعید کی خبر ہو تو اس کا بالکل محو کر دیا جانا جائز ہے جیسے یونس نبی کی پیشگوئی جو قوم پر چالیس دن میں عذاب آنے کے متعلق تھی اور عذاب بوجہ قوم کے استغفار کے بالکل ٹل گیا تھا۔ اور یہ خدا کا ہی وعدہ ہے ما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون پس احمد بیگ کی پیشگوئی کے مطابق مرنے پر اس کے داماد اور دوسرے رشتہ داروں کو پیشگوئی کی صحت پر یقین ہو گیا تھا۔ اور وہ ڈر گئے۔ اور توبہ اور زاری کی اور استغفار کے لئے مسیح موعود کو بھی خط لکھے۔ اس لئے اس کی موت کا حکم منسوخ کیا گیا۔ اور ساتھ ہی اس کی بیوی محمدی بیگم کا نکاح بھی منسوخ ہو گیا۔ ثناء اللہ نے اس کے جواب میں کہا کہ وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعنی خدا اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا۔ یہی ہے مولوی صاحب کی دلیل کا خلاصہ۔ اب ناظرین خود سمجھ لیں کہ نتیجہ کیا ہوا۔ والسلام

راقم

عمر الدین احمدی۔ از جالندھر شہر

تصحیح ضروری

پچھلے اخبار میں مباحثہ گجرات کی مختصر روئداد درج کی گئی ہے اس میں صفحہ ۹ کالم ۲ سطر ۳۰ و ۳۱ میں جو یہ عبارت شائع ہوئی ہے:۔ "منوسمرتی میں صرف ۴ رشیوں پر نازل ہونا لکھا ہے" اس میں "چار رشیوں" کی بجائے "برہما" بنا لیا جائے

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور مالکان کے لئے شائع ہوا۔